وہ ہر وقت قائم ہو سکتا ہے بشرطیکہ مسلمان اصول اور فروع کا فرق سمجھ لیں اور دونوں کے مراتب میں امتیاز کرنا سیکھ جائیں۔

حدیث ادبر الشیطان لہ ضراط

جمادی الاولیٰ کے اشارات میں حدیث اذا نودی للصلوٰۃ ادبر الشیطان لہ ضراط کی جو شرح کی گئی تھی اس پر لاہور کے ایک صاحب نے اعتراض کیا ہے۔ ان کا خط بجنسہ اسلیے درج نہیں کیا جاتا کہ اسکی زبان نامناسب ہے، اور اس میں علماء اہل حدیث کے لیے سخت الفاظ استعمال کیے گئے ہیں خلاصہ ان کے اعتراض کا یہ ہے :-

"آپ نے بخاری کے ادبر الشیطان لہ ضراط کو مسلم کے لہ حصاص کے سامنے بے حقیقت اور محض استعارہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، اور ان لوگوں کو کودن قرار دیا ہے جو حدیث بخاری کے الفاظ کو ظاہر پر محمول کرکے یہ فرض کر لیتے ہیں کہ شیطان پیٹ رکھتا ہے اور اس سے ریاح خارج ہوتے ہیں۔ لیکن علماء اہل حدیث اس سے متفق نہیں ہیں۔ ان کے لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک شیطان کا مجسم ہونا اور اس کے پیٹ سے ریاح کا خارج ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔ با ایں ہمہ آپ کے جواب سے نفس اعتراض پر کوئی اثر نہیں پڑتا کیونکہ اصل اعتراضات ہنوز طے نہیں ہوئے۔ از انجملہ ایک عام اعتراض جو روز سننے میں آتا ہے یہ ہے کہ اذان سن کر شیطان کا بھاگ جانا مگر نماز پڑھنے کی حالت میں معاً پھر نہ صرف لوٹ آنا بلکہ نمازیوں کے دل و دماغ پر مسلط ہو جانا آخر کیا معنی رکھتا ہے؟ آیا اذان نماز سے بہتر ہے یا خود نماز میں ایسی کوئی خرابی موجود ہے جس کے باعث شیطان کو ایسے تسلط کا موقع مل جاتا ہے کہ از روئے روایات خود رسول اللہ کم رکعتیں بھول جاتے اور بروئے حکایت علماء امام غزالی تک نماز میں نفس نماز سے منحرف ہو کر ادھر ادھر کے خیالات میں منہمک ہو جاتے تھے؟ براہ مہربانی واضح طور پر بتلائیے کہ نماز کے مقابلہ اذان کے شیطانی تسلط قائم ہونے کے وجہ کیا ہیں؟"

میں نے حدیث بخاری کے الفاظ کو حدیث مسلم کے الفاظ کے سامنے بے حقیقت ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی تھی بلکہ صرف یہ کہا تھا کہ مسلم میں جو الفاظ آئے ہیں وہ حدیث بخاری کے الفاظ کی تفسیر کرتے ہیں مختلف احادیث پر نظر ڈالنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مختلف مواقع پر اذان کی تاثیر کو مختلف طریقوں سے بیان فرمایا ہے۔ ان سب ارشادات کو ملا کر پڑھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اصل مقصد اذان کا یہ اثر بیان کرنا تھا کہ اس کو سُن کر شیطان بھاگ جاتا ہے، اور اس کے دوران میں انسان شیطانی وساوس سے محفوظ رہتا ہے۔

علماء اہل حدیث کی رائے اگر اس سے مختلف ہے تو ان کے دلائل معلوم ہونے کے بعد میں کچھ عرض کر سکونگا میں نے جہاں تک کتاب اللہ کا مطالعہ کیا ہے اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابلیس اور اس کی ذریت اور جن انسان وحیوان کی طرح مادّی جسم نہیں رکھتے، بلکہ آتشین مخلوق ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ابلیس کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ۔ اور جنوں کے متعلق حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا ہے کہ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ۔ اور ابلیس کے متعلق ارشاد ہے کہ کَانَ مِنَ الْجِنِّ۔ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ شیطان کی حقیقت انسان سے مختلف ہے۔ نہ وہ انسان کا سا جسم رکھتا ہے اور نہ اس پر وہ احوال گزرتے ہیں جو انسان پر گزرا کرتے ہیں، مثل اکل طعام و اخراج ریاح وغیرہ۔ باقی رہی یہ بات کہ حدیث نبوی کے الفاظ لہٗ ضراطٌ کو شیطان کے صاحب شکم ہونے اور اس سے ریاح خارج ہونے کے لیے دلیل قرار دیا جائے تو میرے خیال میں یہ صحیح نہیں ہے۔ لغت عرب میں ضراط کا لفظ محض ریح شکم کے لیے مخصوص نہیں ہے بلکہ مجازاً بہت سے معانی کے لیے استعمال ہوا ہے۔ مثلاً خفت کے معنی میں، چنانچہ بالوں کی کمی کو الضرط کہتے ہیں اور جس شخص کی ڈاڑھی ہلکی ہو اس کو اَضْرَط کہا جاتا ہے۔ جس عورت کی بھویں ہلکی ہوں وہ ضَرْطاء کہلاتی ہے۔ انکار اور استخفاف کے معنی ہیں۔ یقال اضرط فلان بفلان اذا استخف بہ وسخر منہ۔ اور حدیث علی رضی اللہ عنہ میں ہے کہ انہ دخل بیت المال فاضرط بہ ای استخف بہ وسخر منہ۔ ناپسندیدگی اور کراہت کے معنی میں۔ وفی المثل الاکل سرطان والقضاء ضرطان۔ وتاویل ذالک تحب ان تاخذ وتکرہ ان ترد اس سے